اسباب نفاق اور اس کے نقصانات

از :- مولانا محمد ادریس السلفی

لفظ نفاق النفق سے مشتق ہے امام رازی الصحاح میں فرماتے ہیں

النفق سرب في الارض لہ مخلص الی مکان

بعض اہل لغت نے اسے النافقاء سے مشتق بتایا ہے جس کا معنی ہے "جنگلی چوہے کی وہ بل" جس کا ایک ایسا پوشیدہ سوراخ ہے جسے وہ مشکل کے وقت فرار کیلئے اختیار کرتا ہے۔

اصطلاحاً

صاحب قاموس لکھتے ہیں

نافق فی الدین ستر کفرہ و اظہر ایمانہ

امام راغب غریب القرآن میں اس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں

ھو الدخول فی الشرع من باب والخروج عنہ من باب

یعنی ادھر سے اسلام میں داخل ہونا اور فوراً ادھر سے نکل جانا۔ یا زبان پر کلمہ ایمان لیکن دل میں کفر نفاق کہلاتا ہے۔

نفاق کا نقطہ آغاز

مکی دور نفاق سے بالکل پاک صاف تھا کیونکہ مکۃ المکرمۃ میں جو شخص بھی ایمان لاتا وہ اسلام کی حقانیت پر بمکمل یقین کے بعد اس سلسلہ میں ہر مشکل اور امتحان جھیلنے کا مصمم عزم رکھتے ہوئے ہی قدم آگے بڑھاتا تھا۔ وہ اس دین حق

کے حاملین کی صفات و عادات طور و اطوار اور پھر ان پر سختیوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے اپنی نگاہ سے دیکھ کر ہی گہ الفت میں قدم رکھتا تھا۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

دنیاوی منفعت نہ معاشی سہولت اور نہ قدر و منزلت کی امید اور نہ ہی کسی عہدہ امارت کا امکان لہذا جو بھی آتا خوب سوچ سمجھ کر اسلام میں داخل ہوتا۔

ہجرت مدینہ کے بعد حالات تیزی سے بدلنے لگے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔ علاقہ میں دن بدن اس ننھی منی ریاست کی طاقت واضح ہونے لگی بدر کا معرکہ کیا ہوا چار سو کفر کے ایوان اس خطرہ کو محسوس کرنے لگے۔ اس وقت کچھ ابن الوقت اور ضمیر کے سوداگر نفاق کی چادر اوڑھ کر دنیاوی مقاصد کی تکمیل کیلئے اسلام میں آگھسے۔ منافقت کے سرخیل نے بدر میں "جاء الحق و زھق الباطل" دیکھا تو پکار اٹھا۔ "ھذا امر قد وجہ" یہ معاملہ ضرور بڑھ جائے گا۔

چنانچہ کچھ لوگوں نے ظاہر اسلام قبول کر لیا جب کہ ان کے تعلقات اور دلی تمنائیں بدستور اہل کفر کے ساتھ تھیں جسے چھپانے کے باوجود کبھی کبھی ظہور ہو جاتا۔

قد بدت البغضاء من افواھم و ما تخفی صدورھم اکبر (سورۃ آل عمران)

دشمنی کا تو ان کے منہ سے اظہار ہو چکا اور جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اگرچہ یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ نفاق کا اصل سبب ذاتی منفعت اور

دنیا طلبی ہی نہ تھا بلکہ بعض کمزور طبع اسلام کی حقانیت کے واضح ہونے کے بعد اس میں داخل ہوئے۔ ایمان ان کے دل میں جاگزیں ہو چکا تھا مگر جس وقت انفاق فی سبیل اللہ یا جہاد و قتال کا حکم ملا یا کسی آزمائش سے واسطہ پڑا تو کمر ہمت ٹوٹ کر رہ گئی۔

اقسام نفاق

۱۔ اعتقادی نفاق

اعتقادی نفاق سے مراد یہ ہے کہ ظاہراً اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ ساتھ سب ارکان ایمان پر یقین کا اظہار کیا جائے جو ایمان کا لازمی جزو ہیں لیکن دل ان میں سے ایک پر بھی یقین نہ رکھتا ہو بلکہ ان کی تصدیق سے قطعاً خالی ہو۔

قرآن پاک کی متعدد آیات میں اس نفاق کیلئے سخت عذاب کا تذکرہ ملتا ہے اس آیت مبارکہ میں یہی قسم مراد ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الاخر وماھم بمؤمنین (بقرہ)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں مگر دراصل وہ مومن نہیں۔

وعید کے طور پر فرمایا

ان المنافقین لفی الدرک الاسفل من النار (النساء)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائیں گے۔

نفاق کی یہ ایسی حالت ہے جس کا متصف دعویٰ ایمان کے روز اول ہی سے

اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس قسم کے منافقین کا قرآن پاک نے بار بار تذکرہ کیا ہے۔ غالباً برائی کی کوئی ایسی صفت نہ ہوگی جو انکے تذکرہ کے ساتھ بیان نہ ہوئی ہو اور شدید و مہین عذاب کی کوئی ایسی صورت نہ ہوگی جس کا ذکر ان خبیث الطبع لوگوں کے ساتھ موجود نہ ہو۔

اس کے بالکل قریب منافقین کی ایک اور قسم کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے وہ ایسے منافق ہیں جو اسلام میں داخل ہوئے دل میں ایمان و یقین کا گذر ہوا تصدیق کے وقت نور ایمان سے سرشار ہوئے مگر اس کی تابانی و چمک کے سامنے ان کا مردہ ضمیر بجائے حیات جاوداں حاصل کرنے کے اپنی اصل حالت پر واپس جانے کیلئے تیار ہو گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف (الحج)

یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں ایک راہ کا تعین چاہتے ہیں مگر اپنی کم ہمتی بے بصیرتی اور کمزور قوت ارادہ کی بناء پر ٹھوس فیصلہ کرنے سے عاری ہوتے ہیں۔ جونہی مشکل آئی یا وقتی نقصان سے واسطہ پڑا اپنے قدم روک لئے آگے بڑھنے سے خائف پیچھے ہٹنے سے عار و حجاب کوئی منفعت نظر آئی تو چند قدم آگے بڑھا لئے مشکل پڑی تو اصل جگہ سے بھی چند قدم اور پیچھے لوٹ آئے۔

قرآن پاک ایسی کم ہمتی کو ایمان صادق کے منافی خیال کرتا ہے۔ ارشاد ہے

انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھد وابا موالھم و انفسھم فی سبیل اللہ او لئک ھم الصادقون (الحجرات)

بیشک مومن وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک

نہیں کرتے اور اپنی دولت اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔

اس کے برعکس یہ خالصتہً مفاد پرست گروہ ہے کہ مال غنیمت ہاتھ لگے۔ سہولتیں میسر آئیں تو

فان اصابہ خیر اطمان بہ (سورة الحج)

اگر فائدہ پہنچے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے لیکن مال و جان کا مطالبہ ہو گیا تو "بیوتنا عورة" اور لو نعلم قتالا لاتبعناکم کا نعرہ لگایا کہ اگر ہمیں پہلے علم ہوتا کہ لڑائی کرنا ہے تو ہم تمہاری اتباع قطعاً نہ کرتے۔ قرآن پاک ان کی اس حالت کو یوں واضح کرتا ہے

وان اصابتہ فتنة انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرة (سورة الحج)

اور اگر کسی آزمائش میں پڑ جائے تو منہ کے بل لوٹ جاتا ہے اس نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی ضائع کی۔ ایمان صادق کا گوہر حاصل ہونے کے بعد اپنی کوتاہ ہمتی کی بنا پر حفاظت نہ کرسکے اور اس سے ہاتھ دھو بیٹھے انجام "خسر الدنیا والاخرة"

نفاق کی اس قسم کا جائزہ لینے کے بعد اگر کوئی شخص آپ کے زمانہ کے منافقوں کی اس قسم کے بارہ میں قرآن و سنت کی نصوص کو سامنے رکھ کر آج کے مسلمان کا مرتبہ متعین کرنا چاہے تو بڑی تعداد ایسے نام نہادوں کی سامنے آئے گی جو اسلام کو سوائے مذہب کا نام ہونے کے کچھ نہیں جانتے۔ اس کی تعلیمات کے بالکل متضاد عمل کرتے ہوئے کوئی شرم و حجاب محسوس نہیں کرتے بلکہ صراحتاً اس کی مخالفت کے وقت بھی دل پر ذرا سا بوجھ تک محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ

انہوں نے اسلام کو بطور بندھن قبول ہی نہیں کی۔ بحالت مجبوری اس کے سامنے جھکنے کی بجائے نصوص میں تاویلات فاسدہ کو علم و دانست سے تعبیر کرتے ہیں۔ حدود و تعزیرات ہوں یا معاشرت کے اصول بڑی دیدہ دلیری سے ان میں اپنے مطلب کی راہ نکالتے ہیں۔

خود نہیں بدلتے قرآن کو بدل لیتے ہیں۔ منافقت کی یہ ایسی خطرناک صورت ہے کہ آڑے وقت میں ایسے لوگوں پر اعتماد کر کے زبردست نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ افراد تو افراد اس مرض میں جب پوری قوم یا ملک مبتلا ہو جائے تو غثاء کغثاء السیل بن کر بہہ جاتا ہے اور اس وقت خدا کے دوست دین کے سرفروش ان کی اس روش پر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ کہ یہ تو ہمارے ساتھ مرنے جینے پر تیار تھے۔

ولقد کانو عاھدوا اللہ من قبل لا یولون الا دبار وکان عھد اللہ مسئولا (سورۃ احزاب)

البتہ تحقیق انہوں نے تو اس سے قبل اللہ سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ پشت کے بل نہیں لوٹیں گے اور اللہ کے وعدہ سے متعلق پوچھا جائے گا۔

جس کی بناء پر خدا کے دوستوں اور دین کے سرفروشوں کو وقتی طور پر مشکل کا سامنا ہوتا ہے مگر ان تنصروا اللہ ینصرکم بالاخر وہ غالب آکر رہتے ہیں۔

۲۔ عملی نفاق

نفاق کی دوسری قسم عملی نفاق ہے اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ایسی صفات سے متصف ہوں جن سے قرآن و حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے یہ وہ

کمزور طبع انسان ہیں کہ خدائے واحد پر یقین رکھتے ہیں مگر اس جہان رنگ و بو میں اپنا مطلب نکالنے کیلئے یا شتر بے مہار طبع پر گراں چند پابندیاں اور اصول اپنا نہیں سکتے ان کے نفس انہیں اس پر ملامت کرتے ہیں وہ اسے اپنے لئے راہ نجات خیال نہیں کرتے بلکہ اس پر نادم بھی ہوتے ہیں اور اسے گناہ بھی تصور کرتے ہیں نہ اس کے جواز کی سند تلاش کرتے ہیں اور نہ اس کے خلاف اسلام سے بغض کا اظہار کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے چند صفات کے بارے میں فرمایا کہ ان میں سے اگر کوئی بھی آدمی موجود ہو تو وہ منافق ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، عہد شکنی کرنا، باہمی چپقلش کے وقت گالی گلوچ پر اتر آنا، امانت میں خیانت کرنا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ایک ایک وصف ایسا ہے جو آدمی کو بالاخر تباہی کے کنارے لے جاتا ہے۔

I۔ جھوٹ

جھوٹ کو ایک معمولی خرابی خیال کیا جاتا ہے جب کہ یہ ایسی خرابی ہے جو اکثر برائیوں اور بداعمالیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

ایاکم والکذب فان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وما یزال العبد یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عنداللہ کاذبا

جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی آگ یعنی جہنم کی طرف لے جاتی ہے آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کا سہارا لیتا ہے

تا آنکہ اللہ پاک کے ہاں کاذب۔ جھوٹ بولنے والا۔ لکھ دیا جاتا ہے۔

آپ اس شخص کا اندازہ لگائیں جو جھوٹ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے ہر مشکل گھڑی میں اس کی پناہ میں سر چھپاتا ہے۔ دنیاوی طریق کار کے مطابق کوئی آدمی ایسے شخص کو دھوکا نہیں دیتا جو اس کام کے ظاہر و باطن سے واقف ہو اور ایک کاروبار کے واقف کار کو دوسرا شخص اس کاروبار کے متعلق دھوکا نہیں دیتا اور نہ ہی دے سکتا ہے کیونکہ وہ اس کے ہر پہلو سے آشنا ہے مثلاً ایک خاص چیز کے تاجر کو اس چیز کا تاجر دھوکا نہیں دے سکتا۔ مگر منافق ہے کہ اپنے رب تعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش میں رہتا ہے۔ اعمال صالحہ کرتا ہے۔ شریعت کے اوامر و نواہی میں سے چند کو بالکل مومن کی طرح ادا کرتا ہے۔ جب کہ شک سے اس کا دل لبریز ہے اور ظاہرا خیال کرتا ہے کہ یہ میرا معاملہ نفع مند ثابت ہو گا اور دین و دنیا دونوں درست رہیں گی۔

خباثت طبع کا اندازہ لگائیں کہ روز محشر کفار و مشرکین سر جھکائے اپنے کئے پر نادم واپسی کی درخواست لئے بارگاہ ایزدی میں کھڑے ہیں

ولو ترى اذالمجرمون ناكسوارؤوسهم عند ربهم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون (سوره السجدة)

کاش کہ آپ دیکھیں جب گناہ گار اپنے مالک کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے) اے رب ہمارے ہم نے دیکھا اور ہم نے سنا پس ہم کو دنیا میں لوٹا دے اب ہم اچھے کام کریں گے اور اب ہم کو آخرت کا یقین ہے۔

اور جب کہ جھوٹ کا عادی منافق دیدہ دلیری کے ساتھ یا جہالت و حماقت

کی انتہا کرتے جھوٹ کے ساتھ ساتھ قسم کا سہارا لئے ہوئے حاضر ہے۔

یوم یبعثهم الله جمیعاً فیحلفون له کما یحلفون لکم و یحسبون انهم علی شئی الا انهم هم الکاذبون (المجادلة)

جس دن اللہ ان سب کو اٹھا کر کھڑا کرے گا تو یہ اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور سمجھیں گے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ خبردار یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

ایمان لانے کے بعد اہم ترین فریضہ ادائیگی صلوۃ ہے منافق اس کی ادائیگی میں ایسے جھوٹ و فریب اور ریاکاری سے کام لیتا ہے کہ اسے اس نماز سے حاصل ہونے والے مقاصد میں سے کوئی مقصد بھی نصیب نہیں ہوتا۔

نماز کیلئے کھڑا ہے لیکن مقصود نماز نہیں بلکہ "یراوون الناس" لوگوں کو دکھانے کیلئے اور وہ بھی

واذا قاموا الی الصلوۃ قامو کسالیٰ

سستی چھائی ہوئی ہے کبھی کبھار ذکر الہیٰ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر جھوٹ کیا ہو گا کہ زبان ادائیگی الفاظ کرتی ہے مگر دل اس کے ساتھ نہیں۔ منافق کی جس نماز کا نقشہ قرآن پاک نے کھینچا ہے اس کی توضیح حدیث پاک میں یوں وارد ہوئی ہے۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تلک صلوۃ المنافق تلک صلوۃ المنافق تلک صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطن قام فنقر اربعا لا یذکر الله فیها الا قلیلا۔

منافق کی نماز کا نقشہ یہ ہوا کہ اکثر و بیشتر اول وقت سے دیر کر کے لوگوں کو

دکھانے کیلئے سستی و کاہلی ہم دامن کبھی کبھار زبان پر ذکر الہیٰ کا ورد مرغ کی طرح جلدی جلدی اوپر نیچے ہو کر فراغت حاصل کرتا ہے۔ ایسی نماز اسے فحشاء و منکر سے کیونکر روکے گی۔ منافق کا یہی حال ادائیگی زکوٰۃ کے وقت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ تو ادا کرتا ہے مگر جوارح اور دل ساتھ ساتھ نہیں بلکہ

ولا ینفقون الاوھم کارھون

یعنی نہ چاہتے ہوئے خرچ کرتا ہے۔

مومنوں کے ساتھ معاملہ بھی جھوٹ ہی کے بل بوتے پر نبھاتے ہیں۔ ان سے دوستی و محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن باطن میں دل غیض و غضب سے پھٹے جا رہے ہوتے ہیں۔ مومنوں کیلئے مصائب و آلام اور حوادث زمانہ کی دعا دل سے ہر وقت اٹھتی ہے۔ ارشاد باری ہے

واذا لقوا الذین امنوا قالوا آمنا و اذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (البقرہ)

اور جب یہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان سے تو محض دل لگی کیا کرتے ہیں۔

بدت البغضاء بافواھھم وما تخفی صدورھم اکبر

II۔ وعدہ خلافی

یہ وصف بظاہر اتنا قبیح فعل معلوم نہیں ہوتا جس قدر جھوٹ تھا لیکن اگر اس کے نتائج و عواقب پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس سے بھی زیادہ نقصان دہ عمل ہے۔ منافق اپنی عادت کے مطابق عہد شکنی کرتا ہے جب کہ جس

کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا وہ اپنا کام کاج چھوڑ کر قیمتی وقت صرف کر کے جائے وعدہ پر حاضر ہوتا ہے نہ جانے اس نے اس وعدہ پر کتنے دوسرے لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہو اس منافق کی خلاف ورزی کتنے آدمیوں کو اپنے اپنے مقصد اور ہدف میں ناکام رکھے گی۔ کتنے اشخاص کا اعتماد مجروح ہو گا۔ منافق وہ ہے جو اپنے وعدہ کو اپنی ذاتی اغراض کے ماتحت رکھتا ہے ذاتی نفع کی امید ہے تو وعدہ پورا کر دیا ورنہ عہد شکنی کا ذہن پر ذرا سا بوجھ بھی نہیں۔ عہد خواہ اپنے ہم جنس سے ہو یا خالق کائنات سے اس پر پورا نہ اترنا منافقت کی تعریف میں آتا ہے۔

ارشاد رسول مقبول ﷺ ہے۔

ایة المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اتمن خان (متفق علیہ)

کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اسے امانت دی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔

قرآن و سنت سے لاپرواہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے

واذا قیل لهم تعالوا الی ماانزل الله والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا (النساء[14])

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو ہم نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے روگردانی کرتے

ہیں۔

شرع نے مسلمان کو قرآن و سنت کے احکامات کا پابند کر دیا ہے ایسی چاہت یا دنیاوی منفعت حکم شریعت کے خلاف ہو تو چاہت و منفعت کو خیر باد کہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے برعکس جو آدمی قرآن و سنت کو تب ترجیح دیتا ہے جب اس کی خواہش و منفعت کے خلاف نہ ہو قرآن نے منافق قرار دیا ہے۔

ارشاد باری ہے

واذا دعوا الی الله و رسوله ليحكم بينهم اذا فريق منهم معرضون وان يكن لهم الحق يا توا اليه مذعنين (النور)

اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انہیں سے ایک فریق فوراً روگردانی اختیار کر لیتا ہے اور اگر ان کو کچھ حق پہنچتا ہو تو آپ کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں شریعت کو اس انداز سے ماننا قطعاً نفع مند نہ ہو گا منافع بخش اصول ترقی و کمال کے اسرار تو اس کتاب ہدایت سے غیر مسلم بھی لیتے ہیں مگر انہیں اس بناء پر اخروی فائدہ نہ ہو گا۔

مومن و منافق کا فرق ہی یہ ہے کہ اول الذکر یعنی مومن فاصدع بما تومر کے تحت نفع و نقصان کی پرواکئے بغیر سر تسلیم خم کر دیتا ہے جب کہ منافق کا معبود اس کا اپنا ضمیر ہے اسلامی قوانین کو خاص اہمیت نہیں دیتا اس کی بجائے اپنے خود ساختہ قوانین کو مقدم رکھتا ہے طاغوت کا فیصلہ حرف آخر گردانتا ہے۔ ہاں اپنے ضمیر کی تسکین و تسلی کیلئے کبھی ان طاغوتی احکام سے نہ ٹکرانے والے احکام شریعت کو بطور سند پیش کرتا ہے مشکل گھڑی میں خالصتاً اپنی منفعت کیلئے قرآن

کا سہارا بھی لیتا ہے۔ امت مسلمہ کا سٹیج بھی استعمال کرتا ہے۔

دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

بعد ازاں گن گن کر اس کے اصول و قوانین میں عیب جوئی کرتا ہے۔

قرآن نے اختلاف کے وقت رجوع الی اللہ و رسولہ کا صاف صاف حکم صادر فرمایا ہے بلکہ حلفاً اسے ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ جو شخص مذہبی اختلاف کو اس ترازو میں حل کرنے کی جستجو نہیں کرتا وہ بنص قرآنی

(واذا قیل لهم تعالوا الی ماانزل الله و الی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس بات کی طرف جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور اس کے رسول کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کی طرف کہ آپ سے روگردانی کرتے ہیں)۔ منافق نہیں تو کیا ہے؟

قرانی احکام کو ظاہر پرستی احادیث رسول کو اخبار احاد کہہ کر ان سے منہ پھیر لینا قرآن و سنت کے مقابلہ میں یا اس کے برابر خود ساختہ قانون کو کوئی حیثیت دینا خبث باطن کی واضح دلیل ہے۔ ان گنت ایسے نام نہاد مسلمان پائے جاتے ہیں جو قرآن کی حرام کردہ اشیاء کو تحلیل کا جامہ پہناتے نظر آئیں گے۔ اور مزید یہ کہ اس پر نادم ہونے کی بجائے ان تاویلاتِ فاسدہ کو عقل و فراست اور علم کا نام دیتے ہیں۔ قرآن جسے منکر کہے اسے حسنہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہین گویا قرآن پاک کی مخالفت سند علم ہے۔ دجل کی انتہا تو یہ ہے کہ پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا دعوی ہے

سود کو قرآن حرام قرار دے اس کے کاروبار میں ملوث کیلئے سخت ترین

سزا سنائے مگر یہ اپنی جہالت میں فصاحت کا ثبوت اس طرح مہیا کرتا ہے کہ یہ اقتصادی ضرورت اور عالمی مسئلہ ہونے کی بناء پر جائز ہے۔ گویا اقتصادیات اور بین الاقوامی مسائل اللہ تعالیٰ کے قوانین کیلئے ناسخ ہیں۔

قرآنی حدود کے مقابلہ میں طاغوتی فیصلہ پر خوش ہے تعجب تو یہ ہے کہ اپنے ضمیر کے مخالف پر فوراً فتویٰ لگانے والے ایسے مواقع پر اپنی قلم و زبان کو گونگا پاتے ہیں۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ایسے طواغیت و منافقین کیلئے سند ایمان بھی عنایت کرتے رہتے ہیں۔ در حقیقت

ضعف الطالب والمطلوب (الحج)

مانگنے والا اور جس سے مانگتے ہیں دونوں عاجز ہیں۔ بلکہ

فاقد الشي لا يعطيه

خود تہی دامن دوسرے کو کچھ نہیں دے سکتا۔

نفاق کی ضرر رسانیاں

منافق ایسا گھناؤنا اور قبیح کردار ہے جو اپنے موصوف کی دنیا و آخرت تباہ کر دیتا ہے۔ بقول قرآن

مذبذبين بين ذالک لا الى هولاء ولا الى هؤلاء

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اور بزبان حدیث کالشاہ العائرہ "اس بکری کی مانند ہے جو ریوڑ سے جدا حیران پھر رہی ہے" کسی وقت بھی اپنے نفس کو سکون نہیں دے سکتا اہل ایمان کی ہر کامیابی اہل کفر کی ہر ناکامی اپنے خبث باطن کے ظہور کا خوف اسے رات دن

پریشانی میں مبتلا رکھتے ہیں۔

اسلامی تاریخ ان کی سیاہ کاریوں سے بھری پڑی ہے۔ عبداللہ بن ابی کا احد و خندق میں کردار، آپ کے خلاف ہمیشہ ریشہ دوانیاں واقعہ کربلا کا دلدوز منظر اور پھر خلافت بنو امیہ و عباس میں پوشیدہ کاروائیاں جن کی انتہا محمد بن العلقمی کے قبیح کردار پر ہوئی جو خلافت اسلامیہ کیلئے تاریخی طور پر بہت بڑا سانحہ تھا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ مسلمانوں کو اتنا نقصان اہل کفر نہ پہنچا سکے جتنا اہل نفاق گھر کا بھیدی ہونے کی وجہ سے پہنچا چکے ہیں اور تاحال مصروف کار ہیں۔

من از بیگانگاں ہر گز نہ نالہ ام
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

منافق کئی جوانب سے اسلام کی بنیان مرصوص میں نقب زنی کرتا ہے اپنے اعمال سیئہ سے ان ضعیف الاعتقاد نو مسلموں کیلئے سد راہ بنتا ہے جو اسے معیار حق سمجھ لیتے ہیں۔

یہ آستین کے سانپ مسلمان نسل کی تباہی کا باعث بنتے ہیں اپنے شیطانی کردار سے ان کے سامنے بری مثال بن کر انہیں بھی اس غلط راہ پر چلانے کا باعث بنتے ہیں کیونکہ بچہ غیر ارادی طور پر معاشرے کی عادات اپناتا چلا جاتا ہے۔ جس قوم ملک کے بیشتر افراد اس مہلک دلی مرض میں مبتلا ہوں وہ نئی نسل کو ہر میدان میں بد عملی دھوکہ دہی دو رنگی قول و فعل میں تضاد جیسے خطرناک انتہائی گندے اور گھناؤنے افعال منتقل کریں گے۔ قرآن پاک ہو یا حدیث نبوی اس میں غیروں نے طعن زنی کی ہے لیکن جو پذیرائی ان نفوس خبثہ کے مکتوبات و خیالات کو ہوئی جو اسلام کی طرف منسوب ہوئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ قرآن میں تناقض اور

حدیث نبوی کا ناقابل یقین ہونا ان کی زبان کا ورد ہے۔ مگر یہود و نصاری تحریف شدہ کتب دینیہ بھول کر بھی اپنا ہدف نہ بنائیں گے۔

قومی راز کی حفاظت میں بسا اوقات لوگ جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں مگ مسلمانوں کے ساتھ سانئے کی طرح چمٹے ہونے کی بناء پر ان کے راز غیر اقوام ہاتھوں اپنے حقیر مقاصد کی تکمیل کیلئے ذرا بھی قباحت محسوس کئے بغیر فروخ کرتے ہیں۔ قرآن ناطق ہے کہ "وفیکم سماعون لھم" تمہارے اندر جاسوسی کر۔ والے موجود ہیں۔ اور فرمایا

یاایھا الذین آمنو لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایا لونکم خب (آل عمران)

اے ایمان والو اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری نسبت ف برپا کرنے میں کمی نہیں کرتے

ایک مسلمان کو قرآن کا یہی درس ہے کہ منافق شخص کو راز داں نہ بنا۔ اور اسی طرح اپنے پوشیدہ اور حساس معاملات ان کی دسترس سے دور رکھے۔ ا عامہ انہیں نہ سونپے جائیں کیونکہ ان کے دل اہل کفر کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ مب میر جعفر کی طرح عین وقت پر دھوکا نہ دے جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق جیسی خصلت بد سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

ترجمۃ القرآن قسط ۳

از:- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز علویؔ

متاخرین کے نزدیک تاویل کا مفہوم

متاخرین کی اصطلاح میں تاویل کہتے ہیں۔

صرف اللفظ عن المعنی الراجح الی المرجوح لدلیل یقترن بہ

کسی دلیل کی بناء پر لفظ کے راجح معنی کو چھوڑ کر اس کا مرجوح معنی اختیار کرنا۔

علامہ آلوسی نے تاویل کا ایک اور معنی بھی نقل کیا ہے کہ:-

التاویل معان قدسیۃ و معارف ربانیۃ تنھل من سحب الغیب علی قلوب العارفین

تاویل ان پاکیزہ معانی اور معارف الٰہیہ کا نام ہے جو غیبی پردوں سے عارفوں کے دلوں پر اترتے ہیں۔ یعنی تفسیر اشاری (صوفیانہ تفسیر) تاویل ہے۔

تفسیر اور تاویل میں فرق

علماء نے تفسیر اور تاویل کے درمیان فرق بیان کرنے میں مختلف آراء پیش کی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱- ابو عبیدہ اور علماء کی ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ تفسیر و تاویل ہم معنی ہیں۔ مترادف الفاظ ہونے کی بنا پر ان میں نسبت تساوی ہے۔

۲- امام راغب کے نزدیک تفسیر اور تاویل میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ تفسیر عام ہے تفسیر کا لفظ عام طور پر الفاظ و مفردات کی تشریح و توضیح کیلئے استعمال ہوتا ہے اور تاویل خاص ہے جو جملہ و کلام کی تشریح و تفصیل کیلئے